روزنامہ
الفضل
ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۲۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۵/۴۰	بدھ ۲۴ رجب ۱۴۱۰ھ، ۲۱ تبلیغ ۱۳۶۹ ہش، ۲۱ فروری ۱۹۹۰ء	نمبر ۴۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنے ماضی پر نگاہ رکھیں

"اپنے ماضی پر نگاہ کریں۔ خدا کے اس سلوک کو پیش نظر رکھیں جو اس نے ہمیشہ جماعت احمدیہ سے کیا اور پھر اس سے طاقت حاصل کر کے اپنے ابتلاء کے دَور کو اپنے لئے آسان بنانے کی کوشش کریں۔ یہ وہ سبق ہے جو میں آج آپ کو دینا چاہتا ہوں"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ
الفضل ۴ دسمبر ۱۹۸۹ء صفحہ ۲)

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"پس خوب یاد رکھو کہ جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے انبیاءؑ اور دوسرے اخیار و ابرار کی بلائیں محبت کی راہ سے ہیں۔ خدا تعالیٰ اُن کو ترقی دیتا جاتا ہے اور یہ بلائیں وسائل ترقی میں سے ہیں۔ لیکن جب مفسدوں پر آتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اُن کو اس عذاب سے تباہ کرنا چاہتا ہے۔ وہ بلائیں ان کے استیصال اور نیست و نابود کرنے کا ذریعہ ہو جاتی ہیں۔ یہ ایسا فرق ہے کہ دلائل کا محتاج نہیں ہے کیونکہ جب اچھے آدمی جو خدا تعالیٰ کو مقدّم کر لیتے ہیں اور یہ بھی نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ سے محبت کیوں کرتے ہیں۔ بہشت اور دوزخ ان کے دل میں نہیں ہوتا اور نہ بہشت کی خواہش اور دوزخ کا ذکر اُن کو خدا تعالیٰ کی اطاعت کا محرّک ہوتا ہے بلکہ وہ طبعی جوش اور طبعی محبت سے خدا تعالیٰ سے محبت کرتے اور اس کی اطاعت میں محو ہوتے ہیں۔ ان پر جب کوئی بلا آتی ہے تو وہ خود محسوس کر لیتے ہیں کہ یہ از راہِ محبت ہے۔ وہ دیکھتے ہیں کہ ان بلاؤں کے ذریعہ ایک چشمہ کھولا جاتا ہے جس سے وہ سیراب ہوتے ہیں اور اُن کا دل لذت سے بھر جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی محبت ایک فوّارہ کی طرح جوش مارنے لگ جاتی ہے۔ تب وہ چاہتے ہیں کہ یہ بلا زیادہ ہو تاکہ قربِ الٰہی زیادہ ہو اور رضا کے مدارج جلد طے ہوں۔ غرض الفاظ وفا نہیں کرتے جو اس لذت کو بیان کر سکیں جو اخیار و ابرار کو ان بلاؤں کے ذریعہ آتی ہے۔"

(ملفوظات جلد ۷، صفحہ ۱۵۲)

درخواستِ دعا

خاکسار کی اہلیہ کو اچانک ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔ حالت تشویشناک ہے احباب کی خدمت میں دردمندانہ دعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

مرزا رفیع احمد

مکرم رانا شریف احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ چک نمبر ۲۲، حمید آباد ضلع بہاولپور کی زوجہ محترمہ سید بی بی صاحبہ کئی سال بعارضہ قلب بیمار رہنے کے بعد ۴، فروری بروز اتوار بی۔ وی ہسپتال بہاولپور میں انتقال کر گئیں۔

موصوفہ نے اپنے پیچھے نو بیٹے اور ایک بیٹی چھوڑی ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوفہ کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

زندہ خدا کا تصوّر اور تقویٰ کا معیار

ارشادات سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"سب سے اہم اور بنیادی بات تو یہی ہے کہ جتنی بھی تحریکات کی جاتی ہیں ان کو دوام بخشنے کے لئے اور صرف دوام بخشنے کے لئے نہیں بلکہ پہلے سے ہمیشہ آگے بڑھانے کے لئے ہر فرد جماعت کا تقویٰ بلند ہو، اس کے تقویٰ کا معیار اونچا ہو یعنی جو بات اس نے کرنی ہے اس کے متعلق اچھی طرح سوچے اس کے بعد ہر روز صبح و شام اٹھتے بیٹھتے اپنے اللہ کے حوالے سے اپنے دل کا جائزہ لیتا رہے کہ میں نے یہ کام خدا کو خوش کرنے کے لئے کرنا تھا۔ وہ میں نے کیا یا نہیں، کس حد تک میں اس کام میں پیچھے رہا ہوں اور چونکہ خدا ہمیشہ ساتھ رہنے والا ہے اس لئے تقویٰ IMPERSONAL (غیر شخصی) چیز نہیں رہتا۔ تقویٰ محض کوئی ایسا اصول نہیں ہے جسے صرف آپ یاد رکھیں اور اپنے عزم کے نتیجہ میں اس کے ساتھ چمٹے رہیں۔ تقوی اللہ کا مطلب یہ ہے کہ ایک ایسی دائمی ذات کا خیال مستولی رہے جو ہمیشہ آپ کے ساتھ رہنے والی ہے جب تک ایک زندہ ہمیشہ ساتھ رہنے والے ایک ساتھی خدا کا تصوّر قائم نہ ہو تقوی اللہ نصیب نہیں ہو سکتا۔ پس کسی فرد میں جس حد تک یہ خدا، زندہ اور ساتھی ہے اس حد تک تقویٰ کا معیار بلند ہو گا۔ محض علمی پہلو سے تقویٰ کا معیار بلند نہیں ہو سکتا۔ (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کی تحریرات جو تقویٰ کے بارہ میں ہیں وہ پڑھیں۔ ان کا ایک اثر تو وہی ہوا کا سا اثر ہے (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کی زبان میں جب پڑھتے ہیں تو ہوا کا ایک تیز جھونکا آتا ہے جو آپ کو لیکر کئی قدم آگے بڑھ جاتا ہے۔ پھر باقی آپ کا اپنا تقویٰ ہے وہ تقویٰ اس علم کے باوجود جو آپ نے وقتی اثر کے تحت حاصل کیا آپ کو دوام نہیں بخشتا جب تک تقویٰ صحیح معنوں میں تقوی اللہ نہ بن جائے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کی ذات سے ایسا تعلق پیدا نہ ہو جائے کہ وہ رفیق بن جائے، ایک REFERENCE POINT بن جائے، ہمیشہ اس کے حوالے سے بات ہو اور اس کی طرف مخاطب ہو کر بات ہو اور اس کو دکھا کر بات ہو۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱ ستمبر ۱۹۸۷ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ
قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۱، تبلیغ ۱۳۶۹ ہش ۔ ۲۱، فروری ۱۹۹۰ء

تکالیف اور ترقی

عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جو لوگ اللہ کے پیارے ہیں اور اس کے مقرّب ہیں وہ کیوں مشکلات میں ڈالے جاتے ہیں انہیں کیوں ناسازگار حالات میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ اور تکالیف برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ کم فہم لوگ تو اس سے بد دِل ہو جاتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اگر خدا کا مقرّب ہو کے بھی تکالیف ہی برداشت کرنی ہیں تو مقرّب ہونے کا کیا فائدہ۔ ایسے لوگ یہ بات اس لئے منہ پر لاتے ہیں کہ ابھی وہ مقرّب ہوتے نہیں اور انہوں نے ان تکالیف کا مزہ چکھا نہیں۔ اور اس بات کا ابھی انہیں ادراک نہیں کہ ایسا کیوں ہوتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ خدا کا مقرّب ہونا اور اس کے قریب سے قریب تر ہوتے چلے جانا ایک بلندی پر چڑھنے والی بات ہے ہر شخص جو ترقی کرنی چاہتا ہے اور بلندی کی طرف بڑھتا ہے اسے مشکلات درپیش ہوتی ہیں اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن ہر وہ تکلیف جس کا نتیجہ بلندی یا ترقی کا حصول ہے اپنے اندر ایک لذّت رکھتی ہے۔ کسی امتحان ہی کو لے لیجے۔ تیاری کرنے کے لئے راتوں کو جاگنا پڑتا ہے۔ محنت کرنی پڑتی ہے۔ انسان تھک کے چور ہو جاتا ہے۔ لیکن جب نتیجہ نکلتا ہے اور اچھے نمبروں پر پاس ہونے کی نوید ملتی ہے تو دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں

”دنیا کے عام نظام میں بھی تکالیف اور مشکلات کا ایک سلسلہ ہے جس میں سے ہر اس شخص کو جو ترقی کا خواہاں ہے گزرنا پڑتا ہے لیکن ان تکالیف اور شاقہ محنتوں میں باوجود تکالیف کے ایک لذت ہوتی ہے جو اسے کشاں کشاں آگے لئے جاتی ہے۔“

پس اللہ کے بندوں اور اس کے مقرّبوں کو جو تکالیف درپیش ہوتی ہیں وہ ان کی بلندی پر اور ان کی ترقی پر دلالت کرتی ہیں۔ یہ بات سمجھ لی جائے تو خدا کی راہ میں ہر تکلیف بشاشت کے ساتھ برداشت کی جا سکتی ہے۔

اپنی فرصت کا ہر اِک لمحہ غنیمت جان کر
آئیے، آجائیے ہم بیٹھ کر باتیں کریں
کہنے سُننے کی جو باتیں ہیں کریں دل کھول کر
خامشی سے رائیگاں کیوں یہ ملاقاتیں کریں

ابو الاقبال

دُعا!

عجب شے ہے دعا، سِرِّ سرورِ زندگانی ہے
نوید شادمانی ہے کلیدِ کامرانی ہے
خُدا کے کُن فکاں پر زندہ ایماں بخشتی ہے یہ
گماں کی ظلمتوں میں نورِ ایقاں بخشتی ہے یہ
گناہوں سے فراغِ جاوداں انساں کو دیتی ہے
سفینہ اُس کا معصیّت کی طغیانی میں کھینتی ہے
بشر طوفانِ غم میں استقامت اس سے پاتا ہے
دلِ بے تاب کو اس کی بدولت صبر آتا ہے
خُدا کی نصرتِ برحق پہ جو ایمان رکھتا ہے
خُدا اُس آدمی سے لُطف کا پیمان رکھتا ہے
خُدا کے ہاتھ میں جو شخص اپنا ہاتھ دیتا ہے
بچشمِ خود خُدا کی قدرتوں کو دیکھ لیتا ہے
کوئی مشکل حریفِ ہمّتِ انساں نہیں ہوتی
حضورِ حق دُعا کرنے سے جو آساں نہیں ہوتی
شفا بیمار پاتے ہیں دُعائے صبحگاہی سے
نمودِ صبح ہوتی ہے شبِ غم کی سیاہی سے
اسی سے زندگی کی کلفتیں کافور ہوتی ہیں
تمنّا کی تہی دامانیاں معمور ہوتی ہیں
غرورِ نفسِ امّارہ کو یکسر خاک کرتی ہے
تکبّر کی عفونت سے دِلوں کو پاک کرتی ہے
دُعا سے کونسی شے ہے جو حاصل ہو نہیں سکتی
جو حاصل ہو چکی ہو پھر کبھی وہ کھو نہیں سکتی
دُعا کیا ہے خُدا کے سامنے سوزِ بیاں اپنا
دُعا کیا ہے خُدا کو سونپنا سُود و زیاں اپنا
دُعا کیا ہے ہجومِ درد و غم میں باخُدا رہنا
سرِ تسلیم خم کرنا طلبگارِ رضا رہنا

سعید احمد اعجاز

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

نون۔ سین

مصر میں انتشار؟

مصر میں ایک تیز طرار وزیر داخلہ تھے جن کا نام ہے ذکی بدر۔ انہوں نے اپنی کابینہ کے ساتھیوں، وکلاء صحافیوں اور حزب مخالف کے افراد کی توہین کی جیسا کہ وہ عام طور پر دوسروں کے متعلق توہین آمیز الفاظ استعمال کرنے کے عادی ہیں۔ چنانچہ انہیں گزشتہ ۱۲ر جنوری کو وزارت سے برطرف کر دیا گیا اور حزب مخالف نے بعض دوسرے عناصر کے ساتھ مل کر مطالبہ کیا کہ ذکی بدر پر انسانی بنیادی حقوق کی خلاف ورزی اور بعض دیگر جرائم کے پیش نظر مقدمہ چلایا جائے یونیورسٹی کے طلباء بھی اس معاملے میں پیش پیش ہیں۔ اگلے روز تقریباً ۳۵۰ تشدد آمیز مظاہرین نے ایک مسجد کے باہر مظاہرہ کیا۔ ایک شخص کو گولی لگی اور وہ ہلاک ہو گیا۔ یہ مظاہرین اور پولیس کے درمیان ایک جھڑپ کا نتیجہ تھا پولیس کو مظاہرین کو منتشر کرنے کے لئے آنسو گیس استعمال کرنی پڑی۔ جبکہ مظاہرین پولیس پر پتھراؤ کرتے رہے۔ اٹارنی جنرل عبدالعزیز مختار نے ایک بیان میں کہا ہے کہ گیارہ افراد کو حراست میں لیا گیا۔ اس بات کا ثبوت نہیں مل سکا کہ ہلاک ہونے والے عبدالصبور حسنین کو کس کی گولی لگی تھی۔ مظاہرین کا اصرار ہے کہ یہ گولی پولیس نے چلائی تھی جبکہ پولیس کے اہلکار کہتے ہیں کہ انہوں نے ہرگز کوئی گولی نہیں چلائی۔ دوسری جانب سے مختلف جہات سے گولیاں آ رہی تھیں۔ اگرچہ ایک بیان میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب مظاہرین زیادہ ہی تشدد پر اتر آئے تو حفاظتی عملے نے گولیاں چلا دیں۔ اور انہیں میں سے ایک گولی عبدالصبور حسنین کو لگی۔ یہ خبر مشرق وسطیٰ کی سرکاری ایجنسی (MENA) مینا نے دی۔ ہلاک ہونے والے حسنین کے جنازے کو اس کے گھر تک پہنچانے اور دفنانے کے لئے حفاظتی عملے کے ۲ ہزار اہلکار ساتھ تھے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ اس لئے ساتھ گئے کہ ہجوم مشتعل ہو کر تشدد پر نہ اتر آئے۔ پولیس کا کہنا ہے کہ انہوں نے مسجد سے لوہے کا سریا زنجیریں اور خنجر رکھے ہوئے پکڑے ہیں ان ساری چیزوں کو مظاہرین ہتھیاروں کے طور پر استعمال کرنا چاہتے تھے۔ یہ سب مظاہرے ذکی بدر پر مقدمہ چلانے کے سلسلہ میں کئے گئے۔ ذکی بدر ۱۹۸۶ء میں وزیر داخلہ کے عہدے پر متعین ہوئے تھے اور کہتے ہیں اسی وقت سے وہ بنیاد پرستوں کے خلاف سخت الفاظ استعمال کرتے رہے ہیں جو لوگ انتہا پسند ہیں اور ان کے ساتھ لبرل بھی۔ وہ ان کے متعلق کہتے تھے کہ ان سب کو موت کے گھاٹ اتار دینا چاہیئے۔

اٹارنی جنرل نے بتایا ہے کہ ۲۰ مسلمان جو پانچ ماہ سے نظر بند تھے انہیں رہا کر دیا گیا ہے۔ اگرچہ ان کے بیان سے یہ بات واضح نہیں ہوتی کہ ان ۲۰ مسلمانوں کو کس جرم میں حراست میں لیا گیا تھا۔ قاہرہ سے ۲۴۰ کلومیٹر کے فاصلے پر یونیورسٹی کے طلباء انتہائی تشدد آمیز مظاہرے کرتے رہے ہیں اور یہ عمل ۱۹۸۱ء سے جاری ہے یہ وہ وقت تھا جب انور سادات کی وفات پر حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش کی گئی تھی اسی موقع پر ۸۰ اشخاص ہلاک ہوئے تھے جن میں سے اکثریت پولیس کے اہلکاروں کی تھی۔

آذربائیجان کے مسلمان

بعض لوگ کہتے ہیں کہ میخائل گورباچوف کا اصلاحی پروگرام پیرا سٹرائیکا۔ مفید ہی سہی لیکن یہ کیا کہ انہوں نے مختلف ریاستوں میں مختلف رویہ اختیار کیا ہے آذربائیجان کے باشندوں نے جب آزادی کی بات کی تو روسی فوج نے اس ریاست میں داخل ہو کر اندھا دھند فائرنگ کر کے بے شمار لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

آذربائیجان کے سلسلے میں ایران کا نام بھی آتا ہے۔ سینکڑوں مسلح ایرانی جن میں سے بعض انقلابی محافظ ہیں۔ وہ نخچوان کے علاقے میں داخل ہو گئے ہیں اور اس کو تہران اور ماسکو کے درمیان گرتی ہوئی حالت کا نتیجہ کہا جاتا ہے۔ ایرانی پارلیمنٹ کے سپیکر حجۃ الاسلام مہدی کروبی نے صدر میخائل گورباچوف پر الزام لگایا ہے کہ وہ منافقت سے کام لے رہے ہیں۔ کہیں تو ان کا پیرا سٹرائیکا کسی اور طرح چلتا ہے اور کہیں کسی اور طرح ایرانی مسافر جو حال میں ہی تہران سے آئے ہیں کہتے ہیں کہ بہت سے روسی آذربائیجانی ایران پہنچ رہے ہیں اور انہیں اسلحہ اور گولہ بارود مہیا کیا جا رہا ہے ایرانی کابینہ نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا ہے کہ روس نے آذربائیجان میں تشدد سے کام لیا ہے اور کابینہ نے اپنے وزیر خارجہ علی اکبر ولایتی سے کہا ہے کہ وہ اس خونریزی کو بند کروائیں اور ایسے اقدام کا سوچیں جو آذربائیجان میں تشدد کو ختم کر سکے۔ ایران کی خبر رساں ایجنسی ارنا نے کہا ہے کہ سینکڑوں شیعہ مسلم آذربائیجانی سرحد پار کر کے ایران میں استارہ کے شہر میں پہنچ گئے ہیں۔ نکوسیا میں ایرانی ٹی وی کی جو خبریں دیکھی گئی ہیں ان کے مطابق سینکڑوں روسی آذربائیجانی جن میں بچے اور بوڑھے بھی شامل ہیں۔ استارا کی گلیوں میں گھوم پھر رہے ہیں جن میں سے دو نوجوانوں نے جن کی عمر ۲۰ سال سے کم معلوم ہوتی تھی اپنے ہاتھوں میں پلے کارڈ اٹھائے ہوئے تھے۔ جن پر ایران کے روحانی پیشوا آیت اللہ خمینی کی تصویر تھی۔ ایرانی آذری ذرائع نے یہ بھی بتایا ہے کہ بہت سے ایرانی ایجنٹ باکو اور آذربائیجان کے دوسرے شہروں میں داخل ہو گئے ہیں۔ تاکہ وہاں پر ایران جیسا اسلامی انقلاب لایا جا سکے۔ انہیں ذرائع نے یہ بھی بتایا ہے کہ فیصلہ یہ کیا گیا ہے کہ ہر ساتویں اور چالیسویں دن مرحومین کے لئے مظاہرے کئے جائیں جو روسی فوج کے ہاتھوں مارے گئے۔ ایرانی پارلیمنٹ کے سپیکر جو ایرانی مذہبی مزاحمتی گروپ کے بہت قریب ہیں انہوں نے کریملن کو متنبہ کیا ہے کہ اگر آذربائیجان کے متعلق ان کی موجودہ پالیسی جاری رہی تو نہایت سنگین نتائج برآمد ہوں گے۔ روسی رہنماؤں کو اس بات کا احساس ہونا چاہیئے کہ تشدد آمیز حرکتیں آذربائیجان مسئلے کا حل نہیں ہو سکتیں۔ ان کا نتیجہ روس کے خلاف ہی نکلے گا۔ انہوں نے روسی رہنماؤں کی منافقت کا بھی ذکر کیا اور کہا کہ ایسا کیوں ہے کہ جب لتھوانیا میں سخت الفاظ اور غصے کے نعرے سنے جاتے ہیں تو روس کے ذمہ دار افراد وہاں پہنچ جاتے ہیں اور ان سے گفت و شنید شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن جب آذربائیجان کا معاملہ سامنے آتا ہے تو وہ قوت استعمال کرنے لگ پڑتے ہیں اور ان کے جائز حقوق کی مخالفت کرتے ہیں۔ البتہ حجۃ الاسلام کروبی کے یہ کھلے کھلے اور صاف الفاظ ایران کی سرکاری پالیسی کے خلاف ہیں صدر رفسنجانی کا رویہ یہ ہے کہ آذربائیجان میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ روس کا اندرونی معاملہ ہے۔

امدادی رقوم

مشرقی یورپ میں جمہوریت کی لہر آئی ہے تو امریکہ نے اپنی امدادی پالیسیوں پر غور کرنا شروع کر دیا ہے۔ ایک اہم سینیٹر نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ اسرائیل۔ مصر۔ فلپائن۔ ترکی اور پاکستان کو جو امداد دی جا رہی ہے اس کا ۵ر فی صد کم کر کے اس رقم کو یا ان اشیاء کو مشرقی یورپ کی طرف موڑ دیا جائے۔ سینیٹر نے کہا کہ میں یہ تجویز نہیں پیش کر رہا کہ ان ملکوں کو (یعنی یہ پانچ ملک) جو پہلے سب سے زیادہ امریکی امداد لیتے تھے انہیں بالکل چھوڑ دیا جائے اور یہ جو ہمارے دوست ہیں۔ ان کے ساتھ رویے میں ہم تبدیلی لے آئیں یہ بات سینیٹر ڈول (DOLE) نے نیو یارک ٹائمز میں شائع شدہ اپنے ایک مضمون میں کہی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ میری تجویز دراصل یہ ہے کہ جو امداد پہلے دی جا رہی ہے۔ ضرورت سے زیادہ ہے۔ اسے کم کیا جائے اور یہی وہ پانچ ملک ہیں جنہیں سب سے زیادہ امداد مل رہی ہے اس پر نظر ثانی کی ضرورت ہے کہ کیا یہ امداد اسی طرح جاری رہے یا بدلتے ہوئے حالات میں اسے کسی حد تک۔ یعنی ۵ فی صد تک۔ کم کر دیا جائے۔ اگرچہ امریکہ میں اس بات کا شدید رجحان پایا جاتا ہے۔ کہ مشرقی یورپ کی امداد کرنی چاہیئے لیکن یہ بات ظاہر و باہر ہے کہ ان کا یہ خیال بھی ہے کہ اسرائیل کو جو ڈھائی ارب ڈالر سالانہ ملتے ہیں۔ ان میں کسی قسم کی کمی نہ کی جائے۔ جہاں تک دوسرے ممالک کا تعلق ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر امداد کم بھی کر دی جائے تو کوئی تبدیلی کی نئی لہر نہیں اٹھ سکے گی۔ اگرچہ اس وقت ان ممالک کی امداد میں کمی کی تجویز کو ایک نہایت جرأت مندانہ اقدام کہا جا رہا ہے خاص طور پر جبکہ انہوں نے ان ممالک کی فہرست میں اسرائیل کا نام بھی شامل کیا ہے۔ جہاں تک پاکستان کو دی جانے والی امداد کا تعلق ہے۔ یہ اسرائیل سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہیں کم ہے یہ رقم صرف ۶۰ کروڑ ڈالر سالانہ ہے۔ سینیٹر ڈول نے اپنے مضمون میں یہ بھی کہا ہے کہ ان پانچ ملکوں کو دی جانے والی امداد ہماری اس ساری امداد کا جو دنیا بھر میں کہیں بھی دی جاتی ہے ۲/۳ ہے۔ وہ پوچھتے ہیں کہ کیا اس تاریخی موقع پر یہ مناسب ہے کہ اتنی زیادہ امداد ان ملکوں کو دی جائے جبکہ مشرقی یورپ کو اس کی فوری ضرورت ہے۔

انہوں نے لاطینی امریکی ملکوں کا بھی ذکر کیا۔ جو کہ اس وقت منشیات کے خلاف جنگ میں سب سے پیش پیش ہیں۔ اگر ان ۵ ملکوں کی امداد کا ۵ فی صد کم کر دیا جائے تو ۳۳ کروڑ ڈالر بچ سکیں گے جو پولینڈ۔ ہنگری پانامہ اور کئی دیگر ملکوں کی ضرورت پوری کر سکیں گے۔ یہ دیکھتے ہوئے کہ اسرائیل کی لابی بہت مضبوط ہے۔ سینیٹر ڈول نے کہا کہ اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ تبدیلی ایک شور برپا کر دے گی لیکن کیا ہم اپنے دوستوں کو اس بات کی یقین دہانی نہیں کرا سکتے کہ ایک معمولی سی رقم کم کرنے سے دوسرے ہتوں کا فائدہ ہو گا۔ کیا ہم ان ملکوں کو یہ نہیں بتا سکتے کہ انہوں نے اس امداد کو ایک جاری رہنے والی روٹین سمجھ لیا ہے۔

جہاں تک امداد کا تعلق ہے۔ کانگریس کی طرف سے منظور شدہ پروگرام کے باوجود صدر امریکہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ چھوٹی چھوٹی رقوم اِدھر اُدھر اِس یا اُس ملک کو دے سکیں۔

سینیٹر ڈول کہتے ہیں میں صدر کی اس بات میں حوصلہ افزائی کرتا ہوں کہ اب وہ ایسا ضرور کریں اور میں اس بات کی بھی ذمہ داری لیتا ہوں کہ عوام اور کانگریس کو اس بات پر آمادہ کر لوں کہ وہ صدر کے اس اقدام کی تائید کریں۔

عالمی اقتصادی حالت

حال ہی میں اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل پیریز ڈی کوئیار نے ایک رپورٹ شائع کی ہے جس میں دنیا کی اقتصادی حالت کا ذکر کیا ہے۔ اس رپورٹ میں ۱۹۸۰ء کے دھاکے کے خاتمے کے متعلق کہا گیا ہے کہ یہ نہایت گہرے تضادات ظاہر کرتا ہے۔ ایک طرف ترقی ہے دوسری طرف تنزل۔ خطرات بھی ہیں اور امیدوں سے وابستگی بھی۔ نا امیدی بھی اپنی انتہا پر ہے۔ یہ رپورٹ عالمی اقتصادی حالات کے متعلق بتاتی ہے کہ گزشتہ عشرے میں جو فی کس آمدنی میں اضافہ ہوا وہ اور اسی طرح اقتصادی امور میں بھی وہ گزشتہ تیس سالوں میں سب سے زیادہ کم تھا خاص طور پر ترقی پذیر ممالک میں جہاں پر پیداوار کی رفتار سب سے کم رہی۔ ۱۹۹۰ء میں ان ممالک میں بہت سے لوگ اپنی ۱۹۸۰ء کی حالت سے بدتر تھے۔ انہیں اقتصادی نقصانات بھی ہوئے۔ سیاسی استحکام کبھی نہ ملا اور بدامنی کے بھی وہ شکار ہوئے۔ سب سے زیادہ مشکل جو اس سلسلے میں بیان کی جا سکتی ہے وہ امیر ممالک سے لئے گئے قرضوں کی ادائیگی ہے۔ اور یہ باقی تمام مشکلات سے بڑھ کر سامنے آتی ہیں۔

سیکرٹری جنرل نے جنرل اسمبلی کے لئے بعض باتیں بیان کی ہیں جو ان کے خیال ہیں عالمی اقتصادیات کے سلسلے میں وہاں زیر بحث آنی چاہئیں۔ ان کا خیال ہے کہ ان کی پیش کردہ باتوں سے عالمی پیداوار بڑھے گی۔ اور اس طرح ترقی کی رفتار تیز تر ہوگی۔ یہ رپورٹ ایک ابتدائی کمیٹی کے سامنے پیش کی جائے گی۔ جو اپنے ہیڈ کوارٹر میں ۲۶ فروری سے ۲ مارچ تک منعقد کی جا رہی ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ بہت سے ممالک خاص طور پر افریقہ اور لاطینی امریکہ کے ممالک کی ابتدائی ضروریات کی چیزوں کی قیمتیں بہت زیادہ گر گئیں۔ اس وجہ سے قرض اور بڑھ گئے اسی طرح سود کا ریٹ بھی بڑھ گیا۔ اور لوگوں کی آمدنی کے ذرائع کم ہو گئے۔ اتار چڑھاؤ اس لئے زیادہ آئے کہ دوسرے ممالک کی مارکیٹ میں استحکام موجود نہیں تھا۔

رپورٹ اس بات کا بھی ذکر کرتی ہے کہ آبادی کے بڑھنے سے ساری دنیا کی اقتصادی حالت پر اثر پڑے گا۔ اور ترقی پذیر ممالک کی مدد آئندہ عشروں میں دباؤ کے نیچے آ جائے گی۔ جو لوگ انتہائی غربت میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور جنہیں کم خوراک ملتی ہے اور ناخواندہ ہیں۔ ان کی تعداد ۱۹۸۰ء کے دھاکے میں خاصی زیادہ ہو گئی۔ اس عرصے میں ٹیکنیکل مہارت کی زیادہ سے زیادہ ضرورت پیش آئی۔

رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ آلودگی اور جنگلوں کا کم ہونا اور دنیا بھر میں گرمی کا بڑھنا بھی ایسے معاملات ہیں جن سے ہر معیار کے لوگوں کو تشویش ہے۔ ماحولیاتی معیار کی گراوٹ کا ایک باعث یہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ ترقی یافتہ ممالک کی پیداوار اور اس پیداوار کے استعمال کی عادات اس سلسلے میں کارفرما ہیں۔

ان حالات میں جو کرنے کے کام ہیں ان میں سرفہرست یہ بات رکھی گئی ہے۔ کہ ترقی کو من حیث المجموع ترقی ہی سمجھ کر اس کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔ یعنی یہ ترقی ہمہ جہتی ہونی چاہیئے۔ یہ کہ کسی ایک کمی کو پورا کر کے دوسری بات کے برابر لانے کی کوشش۔

دوسری بات یہ ہے کہ ایک دوسرے کے ملک میں سرمایہ کاری کی ضرورت کو پیش نظر رکھا جائے اور ترقی یافتہ ممالک ترقی پذیر ملکوں میں سرمایہ لگائیں اگرچہ اس سلسلے میں ترقی پذیر ممالک کے قرضوں کی ادائیگی کو بھی مدنظر رکھنا لازمی بات ہے۔ جیسا کہ پہلے بھی کہا جا چکا ہے قرضوں کی ادائیگی کے شیڈول پر نظر ثانی بھی لازمی ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ اس کے بغیر ترقی کے امکانات کم سے کم تر ہو جاتے ہیں۔ یہ رپورٹ ایک کمیٹی میں پیش ہونے کے بعد جنرل اسمبلی کے ۲۳ سے ۲۷ اپریل تک منعقد ہونے والے اجلاس میں پیش ہو گی۔ جن تجاویز کو منظوری کے مراحل سے کامیابی کے ساتھ گزارا جا سکے گا۔ امید کی جاتی ہے کہ ان پر فوری عملدرآمد شروع کر دیا جائے گا۔ اور ترقی پذیر ممالک کی ترقی کے لئے جو ضروری اقدامات اس رپورٹ میں پیش کئے گئے ہیں ان سے ان ممالک کو جلد ہی فائدہ حاصل ہونا شروع ہو جائے گا۔

مذہب کی روح کے مطابق ایک دوسرے کو قریب لایا جائے

آرچ بشپ آف کنٹربری رائٹ ریورنڈ ڈاکٹر رابرٹ رونسی جو پاکستان کے دورے پر ہیں نے ہفتہ کے روز ایوانِ صدر میں صدرِ مملکت غلام اسحاق خان سے ملاقات کی اس ملاقات کے دوران یہ بات خاص طور پر کہی گئی کہ تمام تحریکیں جنہوں نے مذہب کے کلی طور پر خاتمے کے لئے کوششیں کی تھیں ان کی ناکامی سے یہ بات کھل کر سامنے آئی ہے کہ انسان کو دوبارہ خدا کی ذات کی طرف لانا چاہیئے اور یہی انسانی مسائل کا واحد حل ہے آرچ بشپ موصوف نے اس بات کا اظہار کیا کہ دنیا کے مختلف علاقوں میں جو تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ انسانی مسائل کا حل اس بات میں نہیں کہ مذہب کا خاتمہ کیا جائے بلکہ اس بات میں ہے کہ صحت مندانہ طور پر مذہب کی طرف آیا جائے انہوں نے مزید کہا کہ مختلف مذاہب کے پیروکاروں کا ایسی باتوں میں اتحاد جن میں آپس میں اختلاف کی کوئی صورت ہی نہیں ہو سکتی اجتماعی طور پر انسانیت کے لئے نہایت مفید ہے اور اسی لئے ضرورت ہے کہ مختلف مذاہب کے ماننے والوں کو مذہب کی روح کے مطابق اس زمانے میں ایک دوسرے سے قریب لایا جائے۔ صدر مملکت غلام اسحاق خان نے اس بات سے اتفاق کرتے ہوئے کہا کہ ایسے عقائد اور ایسی تعلیم پر زور دینے کی ضرورت ہے جو مختلف مذہبی گروہوں کو اکٹھا کریں نہ کہ ان میں اختلافات کو بڑھائیں صدر موصوف نے کہا کہ ایسا کرنے سے ایک دوسرے کو سمجھنے کا موقعہ ملے گا اور ایک دوسرے کے ساتھ کام کرنے سے انسان کی اجتماعی بہبود کے وسائل پیدا ہوں گے ایک دوسرے سے تعصب بھی کم ہوگا۔ اور ہٹ دھرمی کو بھی آگے بڑھنے کا موقعہ نہیں ملے گا۔ صدر موصوف نے مزید کہا کہ صرف مذہب کی روحانی اقدار کو سامنے رکھتے ہوئے زندگی گزارنے سے ہی موجودہ زمانے کی اخلاقی گراوٹ کو دور کیا جا سکتا ہے۔ اور امن کے قیام اور اس کے استحکام میں یہ بات نہایت مفید ثابت ہو سکتی ہے۔

اس موقعے پر منسٹر آف سٹیٹ اقلیتی امور فادر روفین جولیس برطانیہ کے ہائی کمشنر مسٹر نکلاس فاں بیرنگٹن اور لاہور اور فیصل آباد کے بشپ بھی موجود تھے۔

الفضل کے قارئین جانتے ہیں کہ حال ہی میں حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے ساری دنیا کے احمدیوں کی توجہ اس طرف مبذول کروائی ہے کہ اپنے رفاہی کاموں میں تمام مذاہب کے لوگوں کو ساتھ لے کر چلیں۔ اور انسانیت کے اتحاد کے لئے ہر ممکن کوشش کی جائے حضور نے بعض واقعات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایسے موقعوں پر دیگر مذاہب کے لوگوں کو بھی دعوت دینی چاہیئے تاکہ سب مل جل کر انسانیت کی بھلائی کے کام کر سکیں۔

"سستیاں بہت ہو چکیں۔ اب وقت ہے تم میں سے چھوٹا بڑا۔ بے پڑھا اور عالم سب خدمتِ دین کیلئے کھڑے ہو جائیں"

(خطباتِ محمود جلد اوّل صـ ۴۹)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادِ رفتگان

محمودہ شوکت صاحبہ بیگم مولانا سلطان محمود انور صاحب

حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی

آجکل یادِ رفتگان کا سلسلہ چلا ہوا ہے تو مجھے بھی ایک بہت عظیم اور شفیق ہستی کی یاد شدت سے آئی۔ میرے بچپن کا کچھ سنہری دور اس پاک ہستی کے زیر سایہ گزرا۔

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) بطور مربی کھاریاں شہر کی جماعت میں متعین ہوئے۔ میں اس وقت بہت چھوٹی تھی پہلی یا دوسری جماعت میں پڑھتی تھی۔ مولوی صاحب اپنی فیملی کو ابھی ساتھ لے کر نہیں گئے تھے ان کا قیام میرے تایا جان کے گھر ہوا۔ میں اپنے تایا جان کے گھر بہت جاتی تھی جس گھر میں تایا جان رہتے تھے اور جس میں مولوی صاحب کا قیام تھا یہ ایک ہی گلی میں تھے اس لئے میں جب تایا جان کے جاتی تو مولوی صاحب سے ملنے بھی چلی جاتی۔ میرے ساتھ وہ بہت پیار کرتے تھے میرے ابا جان (جو فوت ہو چکے تھے) ان کی بیٹی ہونے کی وجہ سے مجھے اپنے پاس بلا لیتے باتیں کرتے دعائیں دیتے۔ میں بہت خوش ہوتی وہ مجھے اتنے اچھے لگتے تھے میرا دل چاہتا تھا کہ میں مستقل ان کے پاس رہ جاؤں لیکن میرا بس نہیں چلتا تھا۔ کئی بار سکول سے آکر سیدھی ان کی خدمت میں حاضر ہو جاتی اور شام تک ان کے پاس رہتی چھوٹے چھوٹے ان کے کام کر دیتی جس سے بہت خوش ہوتے اور دعائیں دیتے کام تو میں نے کیا کرنے تھے۔ تھی ہی چھوٹی۔ اس لئے یہ کر سکتی کہ ان کو پیاس لگتی تو دوڑ کر گلاس بھر کر ان کو پانی پلاتی۔ جب گرمیوں کے دن آتے شدید گرمی ہوتی تو گھڑے کا پانی بھی گرم ہوتا۔ اس وقت کھاریاں میں بجلی نہیں تھی اس لئے فریج وغیرہ نہیں ہوتے تھے نہ برف کا کسی کو خیال ہوتا تھا۔ کنوئیں سے نکال کر ٹھنڈا پانی لوگ پیتے تھے۔ میرے پاس چھوٹی سی ایک صراحی تھی جس میں دو گلاس پانی کے آجاتے تھے مجھے خیال آیا کہ میں کیوں نہ وہ گھر سے لے آؤں اور ادھر مولوی صاحب کے پاس رکھ چھوڑوں جب ان کو پیاس لگے میں بھاگ کر کنوئیں سے اس میں پانی لا کر ٹھنڈا پانی مولوی صاحب کو پلاؤں۔ چنانچہ میں نے ایسے ہی کیا۔ جب مولوی صاحب کو پیاس لگتی میں اپنی صراحی اٹھاتی اور کنوئیں کی طرف بھاگتی۔ خود تو چھوٹی تھی پانی نکال نہیں سکتی تھی اگر کوئی عورت یا مرد پانی بھر رہے ہوتے تو ان سے درخواست کرتی کہ میرے گھڑے میں بھی تھوڑا سا پانی ڈال دیں وہ ڈال دیتے یا بعض دفعہ کوئی نہ ہوتا تو کھڑی رہتی جب کوئی آتا تو پانی بھروا کر لے آتی پھر ٹھنڈا پانی مولوی صاحب کو پیش کرتی پی کر بہت خوش ہوتے۔ فرماتے اللہ تعالیٰ تمہیں دونوں جہان میں اسی طرح ٹھنڈا رکھے جس طرح تم مجھے ٹھنڈا پانی پلا کر خوش کرتی ہو۔ میری اس خدمت سے خوش ہو کر لوگوں کو بتاتے کہ میری اس بچی کو اگر آسمان سے پانی لانا پڑے تو پھر بھی مجھے لا کر ٹھنڈا پانی پلائے گی۔ کبھی میرا دل چاہتا میں سکول نہ جاؤں تو سارا دن ان کے پاس گزار دوں۔ اچھی اچھی باتیں سنتی رہوں ایک دفعہ میری امی نے مولوی صاحب کے پاس میری شکایت کی کہ یہ سارا دن آپ کے پاس رہتی ہے لیکن نمازیں نہیں پڑھتی۔ مولوی صاحب نے مجھے تو کچھ نہ کہا امی کو مخاطب کر کے فرمانے لگے یہ میری بچی تہجد بھی پڑھا کرے گی۔ بعد میں جب کبھی میں امی کو کہتی کہ امی مجھے رات کو تہجد کے لئے اٹھانا تو امی کہتیں مولوی صاحب کی بات کس طرح پوری ہوئی۔ مجھے فکر تھی کہ اگر بچپن میں نماز کی عادت نہ پڑی تو پھر شاید کبھی نہ پڑے لیکن ان کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ اللہ تعالیٰ نے پورے کر دیئے میں سمجھتی ہوں اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضل میرے پر ہوئے بہت معجزے اپنی زندگی میں دیکھے بہت برکتیں اس خدا نے دیں جو کچھ بھی زندگی میں ملا ان کی دعاؤں سے ملا۔ کچھ عرصے کے بعد مولوی صاحب کی فیملی بھی کھاریاں آگئی پھر تو گھر ان کو ملا وہ ہمارے گھر کے بہت قریب تھا اس لئے میرے تو اور بھی مزے ہو گئے دن کا زیادہ حصہ مولوی صاحب کے گھر گزرتا۔ ان کی بیگم صاحبہ اور بیٹے اور بیٹیاں سب ہی میرے ساتھ بہت محبت کرتے پھر میں تیسری یا چوتھی کلاس میں تھی جب مولوی صاحب وہاں سے ربوہ آگئے اور پھر یہیں رہے ان کے آجانے کے بعد میں بہت اداس ہو گئی نہ گھر میں دل لگتا تھا نہ کہیں اور نہ پڑھائی میں اور نہ کسی کھیل میں۔ اکیلی بیٹھ کر رو بھی لیتی سمجھ نہ آئے کیا کروں پھر میں نے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں حضرت مولوی صاحب کو خط لکھا اور بہت اداسی کا اظہار کیا اور دعا کے لئے لکھا۔ لکھنا تو ٹھیک طرح سے آتا نہیں تھا لیکن پھر بھی اپنے جذبات ان تک پہنچا دیئے۔ کسی بڑے کو خط نہ پڑھایا لفافے میں بند کر کے صرف ایڈریس امی سے لکھوا کر پوسٹ کرا آئی۔ پھر کچھ دنوں کے بعد بہت پیارا جواب نظم کی صورت میں مجھے ملا۔ جب بھی اس کو پڑھتی ہوں وہ بہت پیارا زمانہ نظروں میں گھوم جاتا ہے بہت لطف آتا ہے

جاوید اقبال ناصر

خدائی قدرت کے نظارے

ہمارے علاقے میں چند دن قبل ایک واقعہ رونما ہوا۔ واقعہ کیا تھا خدا کی طرف سے ایک زندہ نشان تھا اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ مکرم و محترم سردار وسیم احمد خاں صاحب قیصرانی ولد سردار میر مند خاں صاحب جو کہ خدا کے فضل سے احمدی ہیں اور قیصرانی قبیلہ کے سردار ہیں۔ اچانک ایک دن ان کو بخار ہو گیا اور بخار اترنے کا نام نہیں لیتا تھا انہوں نے دل میں یہ ارادہ کیا اور خدا سے دعا بھی کی کہ اے خدا اگر میرا بخار اتر گیا تو الفضل کی توسیع اشاعت کے لئے ۵۰۰/- روپے بھیجوں گا۔ خدا سے یہ عہد کیا ہی تھا کہ ایک دو روز میں بخار اتر گیا۔ جب بخار ختم ہو گیا تو سردار صاحب اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے اور جس بات کا انہوں نے عہد خدا سے کیا تھا اس کو فوراً پورا نہ کیا بلکہ یہی خیال کرتے رہے کہ جلد ہی رقم بھیج دوں گا۔ اسی طرح دن گذرتے رہے وہ اپنی زمینوں کی دیکھ بھال کرنے کے لئے اکثر دریائے سندھ میں سے گذرا کرتے تھے ایک دن حسب معمول وہ دریا میں سے گذر رہے تھے اور انہوں نے اپنا بٹوہ سر کے اوپر پگڑی میں باندھا ہوا تھا جس میں تقریباً ۱۷۰۰/- روپے اور شناختی کارڈ بھی تھا۔ جب دریا عبور کیا اور سر پر ہاتھ مارا تو بٹوہ غائب تھا۔ سردار صاحب نے پانی میں اِدھر اُدھر دیکھا لیکن بٹوہ نہ ملا۔ ایک دو دن کے بعد جب کام سے واپس آئے اور اپنا واقعہ گھر والوں کو سنایا اور اپنے آپ سے کہنے لگے کہ نجانے یہ رقم کیوں گم ہوئی ہے۔ ہم نے کبھی کسی سے زیادتی نہیں کی اور ہم غریبوں اور مسکینوں کی مدد بھی کرتے ہیں اور حاجت مندوں کی حاجت روا بھی کرتے ہیں اور ناجائز طریق سے ہم رقم بھی نہیں کماتے آخر کیا وجہ ہے یہ سوچ ہی رہے تھے کہ اچانک ان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ میں نے ایک عہد خدا سے کیا تھا جس کو میں نے پورا نہیں کیا ہو سکتا ہے اس کی وجہ سے میری رقم گم ہو گئی ہو۔

چنانچہ اسی وقت انہوں نے اپنے لڑکے کو کہا کہ یہ پانچ صد روپے الفضل کی توسیع اشاعت کے لئے دفتر الفضل والوں کو بھیج دیں۔ لڑکے نے مذاقاً جواب دیا۔ ابا جان پہلے بھی آپ ۱۷۰۰/- روپے گم کر آئے ہیں اور یہ بھی اسی کھاتے میں دے رہے ہیں لیکن سردار صاحب نے جواب دیا بیٹا ایسا نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ اسی ۵۰۰/- روپے کی وجہ سے ہمیں ۱۷۰۰/- روپے سے ہاتھ دھونا پڑے۔ خیر لڑکا پیسے جمع کروا آیا۔

تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ سردار صاحب آپ کا بٹوہ مل گیا ہے جو ہمارے پاس موجود ہے۔ مہربانی فرما کر آپ ہمارے گاؤں میں آئیں اور اپنا بٹوہ لے لیں۔ جب بٹوہ لینے کے لئے سردار صاحب اس گاؤں میں گئے اور ان سے پوچھا کہ بٹوہ تو دریا کی موجوں میں گم ہو گیا تھا آپ کو کہاں سے ملا ہے ان میں سے ایک شخص نے جواب دیا کہ میں نے تین دن تک مچھلیاں پکڑنے والی کنڈیاں دریا میں لگائی رکھیں لیکن اس ایک مچھلی کے علاوہ کوئی مچھلی ہاتھ نہ آئی جو کہ تقریباً چار یا پانچ کلو کی ہو گی۔ میں نے جب اس مچھلی کو دیکھا تو حیران ہو گیا کہ اس کے گلے میں ابھری ہوئی چیز کیا ہے میں اس کو پکڑ کر گاؤں میں لے آیا اور کافی لوگوں کو اکٹھا کیا جب مچھلی کے گلے کو کاٹا گیا تو اس میں آپ کا بٹوہ تھا۔ یاد رہے کہ مچھلی بٹوہ گم ہونے کے تین دن بعد اسی علاقے میں پکڑی جاتی ہے۔

سردار صاحب نے جب بٹوہ لیا تو لوگوں نے مذاقاً کہنا شروع کر دیا سردار صاحب اب آپ پیر ہونے کا دعویٰ کر دیں۔

لیکن سردار صاحب نے انتہائی پیارا

باقی صـ۶ کالم ۴ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قومی اسمبلی کے سپیکر ملک معراج خالد کی باتیں

(روزنامہ جنگ کے ایک پینل کے ساتھ)

قائداعظمؒ کا ذکر ہو اور بات پارلیمانی جمہوریت کی ہو رہی ہو تو یہ کہنا ضروری ہے کہ پاکستان بننے کے بعد ۱۹۷۳ء میں ملک کا ایک اسلامی آئین بنا جس کو متفقہ طور پر قبول کر لیا گیا۔ یہ بات حیران کن ضرور ہے کہ عام ممالک نے آزادی حاصل کرنے کے بعد تقریباً تین چار سال کے بعد اپنے آئین کو بنا لیا۔ بھارت نے اپنا آئین ۱۹۵۱ء میں بنایا مگر وقت اور حالات کے پیش نظر اس میں تبدیلیاں واقع ہوتی رہیں اور یہی ہوتا بھی ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہمارے دین کی روشنی تمام دینوں سے افضل اور روشن ہے مگر اس کے باوجود ہم ۱۹۴۷ء سے ۱۹۷۳ء تک آئین نہ بنا سکے۔ عوام کے منتخب نمائندوں کے ذریعے کوئی آئین تیار نہ ہو سکا اگر ۱۹۵۸ء میں دستور کی شکل سامنے آئی تو پھر مارشل لاء کے ذریعے اسے ختم کیا گیا۔ ۱۹۶۲ء کا آئین ایک شخص واحد کا ذاتی آئین تھا۔ اور وہ صدارتی طرز کا تھا جسے عوام کی تائید حاصل نہ تھی۔ اسے ختم کر دیا گیا۔ ۱۹۶۹ء میں یحییٰ خان نے ایک جج کے ذریعے آئین بنانے کی کوشش کی مگر وہ سامنے نہ آ سکا۔ آدھا پاکستان گنوا کر سب لوگ اس نتیجے پر پہنچے کہ یہاں وفاقی پارلیمانی نظام ضروری ہے اور عوام کی خوشحالی اور ملکی استحکام کے لئے بھی یہی لازم ہے یہ دونوں لازم و ملزوم ٹھہرے۔ برطانوی حکومت کے جانے کے بعد اسی طرز پر یہ کام چلتا رہا اور مجلس شوریٰ جو مرحوم صدر ضیاء الحق کی نامزد کردہ تھی اس نے بھی وفاقی پارلیمانی نظام کی حمایت کی تھی اور حضرت قائداعظمؒ بھی اسی نظام کے حق میں تھے۔

کہا جاتا ہے کہ وفاقی پارلیمانی نظام پاکستان کا مقدر بن چکا ہے پاکستان دو قومی نظریے کی بنیاد پر وجود میں آیا۔ دیکھنا یہ ہے کہ پاکستان بننے کے بعد یہاں پر پارلیمانی یا صدارتی نظام حکومت نے چلنا ہے۔ کوئی بھی نظام حکومت چلے اصل بات یہ ہے کہ اس میں عوام کی رائے شامل حال ہو۔ عوام کی رائے کا حق صدارتی جمہوریت اور پارلیمانی جمہوریت میں مشترکہ حیثیت رکھتا ہے۔ پارلیمانی نظام میں ایک سے زیادہ جماعتیں ہوتی ہیں۔ عوام کے چناؤ کے بعد وہ لوگ اسمبلیوں میں حکمرانی کرتے ہیں اور وہ آپ کے سامنے جواب دہ ہیں۔ اکثریتی پارٹی کا سربراہ پارٹی کے سامنے جواب دہ ہوتا ہے اس سارے عمل کا مطلب عوام کی خوشحالی ہے۔ حضرت قائدِ اعظمؒ کی تمام باتیں درست ہیں اور ہمیشہ درست رہیں گی۔ ایک بات یاد رکھیں کہ ہارس ٹریڈنگ میں سارے ایوانوں کو شامل کرنا درست نہیں اور ہماری قومی اسمبلی اور چاروں صوبائی اسمبلیاں اب ایک خاص سمت کی طرف رواں ہو چکی ہیں اور ملک کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایک منتخب وزیراعظم کے خلاف تحریک عدم اعتماد پیش کی گئی اور کچھ حکومتی سیاستدانوں نے کہا کہ یہ اشتعال انگیزی ہے اور غیر جمہوری ہے مگر میں نے کہا تھا کہ یہ بالکل آئینی ہے اور جمہوری ہے اور یہ ہونی چاہیئے حالانکہ میں پیپلز پارٹی کا ہوں اور مجھے بے نظیر بھٹو صاحبہ سے بھی زیادہ پیپلز پارٹی عزیز ہے۔ اور پاکستان اور پاکستان کے اندر جمہوری نظام ہر شخص اور ہر چیز سے زیادہ عزیز ہے۔ اس موجودہ قومی اسمبلی کے اندر ملک کی تاریخ میں پہلی اپوزیشن نے اپنا کردار صحیح طرح سے ادا کیا ہے اور ہماری اسمبلی کے متعلق جس طرح لوگ کہتے ہیں کہ ہارس ٹریڈنگ ہو رہی ہے اسی اسمبلی کی پوری دنیا کے ممالک کے اندر تعریف کی گئی ہے کہ اس طرح تیسری دنیا کے ممالک میں کبھی نہیں ہوا۔ اور یہ بہت اعلیٰ ترین مثال ہے اب پارلیمانی جمہوریت اور پاکستان لازم و ملزوم بن چکے ہیں اور یہ پاکستان کا مقدر ہے یہ غلطیاں ایک وقت تک رہیں گی مگر ہم عوام کو جواب دینے کی خاطر اس کو درست کریں گے۔ آپ امریکہ اور برطانیہ کی مثال کے ساتھ آج سے دو سو سال پہلے کی تاریخ دیکھیں۔ جہاں تک اقربا پروری اور دوسری برائیاں ہیں ان پر ہمیں فکرمند ضرور ہونا چاہیئے۔ مگر مایوس نہیں۔

لہٰذا اس کو درست کرنے کے لئے ہمارے عوام کو صحیح نمائندوں کو چننا ہوگا۔ ہمارے تمام وسائل کا حل جمہوری نظام میں پوشیدہ ہے۔ ۱۹۳۷ء کو انجمن آرائیاں اور جنٹ محاسبہ کے نام پر انتخابات لڑے گئے۔ انجمن راجپوتاں، انجمن گجراں انجمن قریشیاں اور برادریوں کے نام پر انتخابات لڑے گئے اور علماء نے اپنی اپنی برادری کے لئے ووٹ مانگے اس لمحہ میں حضرت قائداعظمؒ سیاست میں نمودار ہوئے۔ موچی دروازہ کے اندر جو تقریر ہوئی اور پنجاب کے مسلمانوں اور احکام کو مانتے تھے یہاں لاہور میں حضرت قائداعظمؒ تقریر کرنے کے لئے آئے ہوئے تھے کہ ایک دیہاتی نے کوئی بات کی تو دوسرے دیہاتی نے اسے کہا کہ "چپ کر جا اوئے پاکستان بول رہیا اے" قائداعظمؒ اپنے کردار، اعمال اور افکار کے ساتھ نمایاں ہیں۔ اور ہمیں ان پر عمل کرنا چاہیئے۔ جب بھارت میں جواہر لعل نہرو اور ان کے دیگر رہنماؤں کے قومی دن کے موقع پر لاکھوں لوگ موجود ہوتے ہیں اور یہاں حضرت قائداعظمؒ کے دن پر بہت کم لوگ آتے ہیں تو مجھے دکھ ہوتا ہے۔ ہمیں بھی اس دن کو منانے کے لئے جوش وخروش سے کام لینا ہوگا۔ اور جناح فورم کے ہم مشکور ہیں کہ انہوں نے قومی یکجہتی کے لئے اس طرح کے پروگراموں کا انعقاد شروع کیا۔

اور مکرم مسعود کوثر کہتے ہیں:

میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ قائداعظمؒ کی صرف باتیں نہ کریں بلکہ ان کی باتوں پر عمل کریں ہمارے اس ملک کو غریب نے نہیں بلکہ امیر نے اس حال تک پہنچایا ہے کیونکہ غریب بے چارے کو کیا پتہ ہے کہ کرپشن کس طرح کرتے ہیں۔ قائداعظمؒ کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ وہ اس ملک کو مسلمانوں کے لئے ایک مثالی فلاحی ریاست بنانا چاہتے تھے۔ صرف مذہبی ریاست نہیں۔ کیونکہ اس وقت کی حکومت کے دور میں ایسی کوئی بات نہیں تھی کہ آپ پر کوئی مذہبی پابندی عائد تھی۔ اس کے باوجود حضرت قائداعظمؒ نے مسلمانوں کے لئے الگ مملکت کے قیام کی ضرورت پر زور دیا اور اسے حاصل کیا ہمارے خیال میں یہ مسلمانوں کے الگ سیاسی اور اقتصادی حقوق کی بات تھی۔ آج بھی ہمارے عوام نے بہت کام کیا اور برادریوں کے یہ تمام بت پاش پاش ہو گئے اور یکسانیت آ گئی۔ پاکستان بننے کے بعد ہم پھر رنگ و نسل اور برادریوں میں بٹ گئے۔ پھر مارشل لاء آئے ہم اس وقت ملک رہ گئے ہیں اور قوم نہیں ہیں اور صرف اپنے اور بیگانے کی بنا پر فیصلے کئے جاتے ہیں۔ یہ تمام برائیاں ہم میں موجود ہیں لہٰذا ہمیں ان کے سدِباب کے لئے پارلیمانی جمہوریت کو اپنانا ہوگا۔ وہ بہت دور رس نظر کے مالک تھے اور عوام ان کا احترام کرتے تھے۔

اپنے اقتصادی حقوق کی بحالی چاہتے ہیں تاکہ جمہوریت کا پھل ان تک پہنچ سکے۔

بقیہ: خدائی قدرت کے نظارے

جواب دیا اور فرمانے لگے کہ

"یہ تو میرے اسی پیر کا کمال ہے جس کو میں نے مانا ہے"!

تمام علاقے میں ایک قسم کا شور برپا ہو گیا اور جن لوگوں کو بھی اس واقعہ کا پتہ چلتا وہ یہی کہتے رہے کہ

"اب سردار صاحب کہیں گے کہ یہ مرزا صاحب کا کمال ہے"۔

اور بعض جو کہ مخالف تھے انہوں نے کہا کہ یہ ہے تو مرزائی (احمدی) لیکن بٹوہ پتہ نہیں کیوں ملا ہے اور بعض نے کہا کہ اگر کسی اور کا بٹوہ اس طرح گم ہو جانے کے بعد ملتا تو ہم خوش ہوتے لیکن مرزائی (احمدی) کو نہیں ملنا چاہیئے تھا۔

حبوب مفید اٹھرا
HABOOB-I-
MUFEED-I-ATTHRA
۲۰ گرام ۱۵/- روپے
۶۰ گرام ۴۵/- روپے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) ربوہ

۱۹۱۱ء میں سب سے پہلے
حب اٹھراء پیش کرنیوالا مصروف خدمت
ادارہ کا
مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)
• گوجرانوالہ فون نمبر ۷۴۸۴۴ • ربوہ فون نمبر ۹۰۶
• قلعہ کالروالا • ملتان • کراچی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقفینِ نَو

صبیح مبشر ابن محمد صادق صاحب
گفٹ سنٹر گولبازار ربوہ

محمد ایاز محمود باجوہ ابن امتیاز احمد باجوہ صاحب
۲۳/۳ دارالعلوم غربی ربوہ

مشہود احمد طاہر ابن اللہ رکھا صاحب پرویز
باسط کالونی نصیر آباد ربوہ

عفیفہ مریم بنت مرزا حفیظ احمد صاحب
دارالصدر شرقی ربوہ

مرزا سلیم احمد ابن مرزا حفیظ احمد صاحب
دارالصدر شرقی ربوہ

مدیحہ تانتہ سعید بنت سعید احمد صاحب ناصر
ربوہ

ھبۃ الوحید بنت منیر احمد بسمل چٹھہ صاحب
۱۱/۷ دارالعلوم غربی ربوہ

رضوان احمد ابن عبدالغفار صاحب
۶۱، ثریا جبیں پارک باغبانپورہ لاہور

ہارون الرشید ابن صوبیدار ملک غلام الیٰسین صاحب
محلہ دارالفتوح ربوہ

زوہیب چوہدری ابن نظیف احمد چوہدری صاحب
ہیمبرگ جرمنی

محمد طلحہ بلوچ مندرانی ابن عنایت اللہ بلوچ
مندرانی صاحب کوارٹر نمبر ۱۶، تحریک جدید ربوہ

حفصہ انس بنت انس احمد اطہر ابڑو صاحب
بیت الحمد نذر روڈ لاڑکانہ

رضوان احمد ابن مبشر احمد صاحب
چاہ گوٹے والا P/5 شہید سلطان ضلع مظفر گڑھ

عتیق احمد عابد ابن چوہدری لئیق احمد عابد صاحب
۱۱/۲۵ دارالرحمت شرقی ربوہ

نعیمہ مریم جمال بنت جمال الدین صاحب
کارکن دفتر بیت المال ربوہ

سرفراز احمد ابن مرزا عبداللہ بیگ صاحب
بیت الحمد دارالبرکات ربوہ

صوفیہ طلعت بنت صوفی محمد یوسف صاحب
بیت الحمد احمدیہ پرانی منڈی پتوکی ضلع قصور

عثمان طاہر ابن عبدالرزاق صاحب
۹۶، ناصر آباد ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اعلان

مکرم شیخ منیر احمد صاحب سابق المعروف "احمد گرائینڈنگ والے" محلہ دارالرحمت شرقی ربوہ سے ایک معاملہ کے سلسلہ میں براہ راست خط و کتابت اور پھر صدر صاحب محلہ کے ذریعہ بھی رابطہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی ہے۔ مگر شیخ صاحب نظارت میں تشریف نہیں لائے۔

بذریعہ اعلان ہذا شیخ منیر احمد صاحب کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ جہاں کہیں بھی ہوں۔ فوری طور پر نظارت سے رابطہ قائم کریں۔ بصورت دیگر حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

(ناظر امور عامہ)

سیکرٹریانِ تعلیم متوجہ ہوں

آپ جب بھی ربوہ تشریف لائیں نظارت تعلیم سے رابطہ کریں۔

(ناظر تعلیم)

اعلان برائے لجنات

بعض لجنات کی طرف سے ابھی تک اطلاع موصول نہیں ہوئی کہ انہوں نے دستکاری نمائش کا حساب و بقیہ سامان واپس لینا ہے یا نہیں۔ اگر ہمیں اطلاع نہ ملی تو ان کا سامان وقف سمجھ لیا جائے گا۔

سیکرٹری
دستکاری نمائش پاکستان ربوہ

اعلان گمشدگی

نظر کی ایک عینک کہیں گر گئی ہے۔ جس دوست کو ملے دفتر الفضل پہنچا کر مشکور ہوں۔

اعلان برائے خریداران مصباح پاکستان

بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر دسمبر ۸۹ء کا مصباح شائع نہیں کیا جا سکا۔ جنوری ۹۰ء کا مصباح فی الحال پوسٹ نہیں کیا جا سکتا۔ براہِ کرم ایجنٹ اور خریداران مصباح ربوہ تشریف لائیں۔ وہ اپنے جنوری ۹۰ء کے مصباح دستی لے جائیں۔ شکریہ

ایڈیٹر مصباح

بزم علم و ادب کا ایک اجلاس

بزم علم و ادب کا ایک اجلاس ۲۹ جنوری ۱۹۹۰ء کو انصار اللہ ہال میں منعقد ہوا۔ اس میں خصوصی مقرر مکرم پروفیسر مسعود احمد خان صاحب تھے۔ جنہوں نے "قومی تحریک آزادی۔ مشاہدہ مطالعہ" کے موضوع پر ایک فاضلانہ مقالہ ارشاد فرمایا تقریب کے صدر محترم پروفیسر صوفی بشارت الرحمٰن صاحب وکیل التعلیم تحریک جدید تھے تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم خواجہ محمد اکرم صاحب نے کی۔ بعد ازاں بزم علم و ادب کے جنرل سیکرٹری محترم پروفیسر منور شمیم خالد صاحب نے فاضل مقرر کا تعارف کروایا۔

بعد ازاں محترم پروفیسر صاحب نے تحریک پاکستان کے موضوع پر ایک گھنٹہ تک خطاب فرمایا۔ جس سے حاضرین نے خوب لطف اٹھایا۔ بعد میں سوال و جواب ہوئے اور تقریب کے آخر پر صدر مجلس محترم پروفیسر صوفی بشارت الرحمٰن صاحب نے مختصر خطاب فرمایا اور دُعا کرائی۔ دُعا کے بعد حاضرین کی چائے سے تواضع کی گئی۔

خبریں

مُلکی خبریں

○ سیکرٹری داخلہ نے کہا ہے کہ کراچی کی حالیہ گڑبڑ اور [illegible]) واقعات میں ملوث کئی غیر ملکی ایجنٹوں کو گرفتار کیا گیا ہے۔ ان سے پوچھ گچھ جاری ہے ان میں بھارتی ایجنٹ بھی شامل ہیں کئی سیاسی گروپ بھی اسمیں ملوث ہیں ان میں بعض سیاسی عناصر بھی شامل ہیں اصولاً اسوقت ان کو جیل میں ہونا چاہیئے تھا لیکن حکومت نے انہیں گرفتار نہیں کیا۔

○ اسلحہ و منشیات کی سمگلنگ میں ملوث شیخوپورہ کے ایم پی اے عبدالرشید ڈوگر عرف ڈبا ڈوگر کو پشاور کی ایک عدالت نے ضمانت پر رہا کر دیا۔

○ صدر غلام اسحٰق خان نے کہا ہے کہ حکومت سندھ کے بارے میں میرے مشورے پر عمل کر رہی ہے

○ بھارت کے وزیرِاعظم وی پی سنگھ نے کہا ہے کہ انکی حکومت ہمسایہ ممالک خصوصاً پاکستان سے محاذ آرائی نہیں چاہتی۔

متحدہ اپوزیشن کے لیڈر غلام مصطفےٰ جتوئی نے صدر سے مطالبہ کیا ہے کہ ۲۰ مارچ ۱۹۹۰ء تک وزیرِاعظم کا انتخاب از سرِ نو کروائیں اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو وہ اپنے آئینی فرائض سے کوتاہی کے مجرم ہونگے۔

○ ہاکی کے ورلڈ کپ میں پاکستان اور انگلینڈ کا مقابلہ برابر رہا۔ ہالینڈ نے بھارت کو اور سپین نے آئرلینڈ کو ہرا دیا۔ فرانس اور روس کا میچ برابر رہا کوئی ٹیم گول نہ کر سکی۔

پاکستان سری لنکا کو ۲۷ رنز سے ہرا کر ورلڈ سیریز کرکٹ کے فائنل میں پہنچ گیا۔ سعید انور اور رمیز راجہ نے پہلی وکٹ کی شراکت کا نیا ریکارڈ قائم کیا دونوں نے سنچریاں بنائیں

غیر مُلکی خبریں

○ روسی جمہوریہ تاجکستان کے علاقے دوشنبہ میں حالات بہت کشیدہ ہیں۔ روس نے تاجکستان میں مزید فوج بھیج دی ہے مقامی باشندوں اور آرمینائی پناہ گزینوں کے درمیان جھڑپوں کی وارداتیں آئے دن ہوتی رہتی ہیں۔ حالات اتنے کشیدہ ہیں کہ فوج کے ایک ڈویژن نے علاقے میں داخلے سے انکار کر دیا۔

○ جنوبی افریقہ کی قوم پرست تنظیم اے این سی کے لیڈر نیلسن منڈیلا نے بی بی سی کو ایک انٹرویو دیتے ہوئے کہا ہے کہ اے این سی ایک امن پسند تنظیم ہے تاہم جب تک بنیادی انسانی حقوق شہریوں کو حاصل نہیں ہو جاتے تنظیم اپنی دفاعی سرگرمیاں جاری رکھے گی اور وہ اسے اپنا حق سمجھتی ہے

○ مقبوضہ کشمیر میں پولیس کی فائرنگ سے ۷ افراد ہلاک ہو گئے ہیں پولیس نے الزام لگایا کہ فائرنگ سے مرنے والوں نے فوجیوں پر حملہ کیا تھا چنانچہ جوابی کارروائی کے نتیجے میں یہ افراد ہلاک ہوئے ہیں

پتہ

● نرینہ اولاد سے محروم
● بے اولاد ● اٹھرا
● سوکھا
● گرمی ● گیس
کا علاج کرنے والے

حضرت حکیم نظام جان کا
مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)
حضوری باغ روڈ نزد پرانی کوتوالی ملتان

ہر ماہ کی ۲۵ تا ۲۷ تاریخ
حکیم عبدالحمید اعوان
مطب میں حاضر ہوتے ہیں